فاولئک کان سعیھم مشکورا (قرآن حکیم)

یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کامیاب ہوتی چلی آئی ہیں

No. 8168

خاکسار تحریک کے قائدِ اعظم جناب محترم

علامہ مشرقی کے سوانحِ حیات

جس میں
موصوف کے تعلیمی زمانے سے لیکر خاکسار تحریک کے اجراء تک کے حالات درج ہیں

Image credit:
Author Nasim Yousaf

از

خان محمد سرفراز خان بی اے، ایم ایس سی، ایل ایل بی وکیل

آنرز مین لا کالج لاہور، سابق سالار منسٹر لاہور

حال ریزیڈنٹ منصف کوئٹہ بلوچستان

دفتر جریدہ "الاصلاح" اچھرہ لاہور

قیمت ایک پیسہ

بار ہفتم

بانی خاکسار تحریک

علامہ عنایت اللہ خان المشرقی رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Image Credit: Author Nasim Yousaf

علامہ مشرقیؒ کے سوانح حیات

مطبوعہ جریدہ "الاصلاح" لاہور مجریہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء

(از محمد سرفراز خان، ایم ایس سی، ایل ایل بی سالار منڈب لاہور)

خاکساری کی تحریک اور اخبار "الاصلاح" کا مقصد پبلک پر واضح نہیں ہو سکتا جب تک کہ بانیٔ تحریک کے متعلق یہ نہ بتایا جائے کہ وہ کون ہے۔ اہل علم حلقے میں علامہ مشرقی کی شہرت اس قدر بین الاقوامی ہو چکی ہے کہ جرمنی، فرانس، امریکہ اور انگلستان کے بڑے بڑے پروفیسروں، سوسائٹیوں نے اُن کی کتاب "تذکرہ" کو اس صدی کی سب سے بڑی کتاب مان کر یونیورسٹیوں میں اس پر لیکچر دیئے ہیں، لیکن پنجاب کے شہروں میں اسلام کا یہ فرزند جلیل جب اپنی پیوندی بوٹ، خاکی قمیص اور خاکی پاجامے میں ایک پرانا سا بیگ ہاتھ میں لے کر در بدر میلوں تک پیدل چار سال سے پھرتا ہے، کبھی اس دکان پر، کبھی اُس ٹیلے تھڑے پر، کبھی اس بازار میں، کبھی اُس گندی گلی میں ہر کس و ناکس کو قوم کا وعظ سناتا ہے اور اپنے متعلق کچھ بیان نہیں کرتا تو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی "مولوی" ہے جو "بیلچہ فوج" تیار کر رہا ہے۔ "اس میں کچھ فائدہ نظر آتا ہوگا۔ اس کا کوئی مطلب ہوگا"۔ "اس کو سرکار نے کہا ہوگا کہ تیار کرے" وغیرہ وغیرہ۔ انجان لوگ اس کو "مولوی جی" کہہ کر پکارتے ہیں۔ تانگے والے "بابا جی" کہہ کر اپنی طرف بلاتے ہیں۔ ایک اچھا لکھا پڑھا شخص ایک دن چلتے چلتے ان کے ساتھ ہو لیا اور باتوں باتوں میں ان کو مجھ سے الگ کر لیا۔ جب سلام کر کے رخصت ہوا میں نے پوچھا یہ شخص کیا کہتا تھا۔ علامہ مشرقی نے کہا علیحدہ ہو کر پوچھتا تھا: "کہ اس تحریک سے کچھ نفع ہونے لگا ہے یا نہیں؟ کیا گزارہ چل جاتا ہے؟" میں نے کہا اس کمبخت کو کچھ جواب دیا؟ کہنے لگے "نہیں، کیا جواب دینا تھا۔" میں نے کہا

دیا آگے چل کر بڑے نفع کی اُمید ہے"۔ جب لوگوں کی ناشناسی کی یہ حالت ہے۔ تو "الاصلاح" کے پہلے پرچے میں موصوف کے سوانح کا شائع ہونا اشد ضروری ہے۔ لوگ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی طرح کہا کرتے تھے۔ قرآن میں ہے۔ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا (سورۂ فرقان)

ترجمہ: اور لوگ کہتے ہیں۔ یہ کیسا رسول ہے۔ جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پڑا پھرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ اس کے ساتھ ہو کر وہ بھی لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈراتا۔

علامہ محترم کے سوانح کا معاملہ میرے پیشِ نظر دیر سے تھا لیکن وہ بعض متقدر اخبارات کے مطالبے کے باوجود ٹالتے رہے۔ سندھ کے ایک اخبار نے کچھ مدت ہوئی لکھا کہ میں اپنے اخبار میں جو سندھی زبان میں ہے آپ کے حالاتِ زندگی شائع کرنا چاہتا ہوں۔ اس خط کو پڑھ کر انہوں نے کاغذات میرے حوالے کر دیئے کہ لکھ دو اور بھیج دو۔ اب یہ مضمون دراصل اس سندھی اخبار کے طفیل ہے جس کا نام "طیور ابابیل" ہے۔ اور جو حیدرآباد سندھ سے حکیم نور محمد صاحب کی ادارت میں نکلتا ہے۔

ان سطور سے مقصد نہ ستائش ہے، نہ علامہ محترم کے سوانح حیات کی تربیت پیشِ نظر ہے۔ اہلِ علم کے نزدیک اگرچہ ان کی شخصیت تعارف سے مستغنی ہے۔ لیکن مقصود قوم کو واقفیت دلانا ہے کہ لوگ اندازہ کر سکیں کہ عنایت اللہ خان نہ صرف "مولوی" ہے اور نہ صرف "مغرب پرست"۔ ان کی تربیت میں "خدا پرست" "مشرق" اور "مادہ پرست" "مغرب" دونوں کا ہاتھ رہا ہے۔ اس نے فطرت کی بلندی نے ان کے وجود میں مشرق اور مغرب کی خوبیوں کو یکجا کر دیا ہے۔

پیدائش اور ابتدائی تعلیم

اسلام کا یہ فرزندِ جلیل غلام آباد ہند میں بمقام امرتسر ماہ اگست ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوا۔ والدِ بزرگ خان عطا محمد خان امرتسر کے ایک صاحبِ اثر رئیس اور مشہور اہلِ علم تھے جو ذوق، غالب، سید جمال الدین افغانی، نواب لوہارو

وغیرہم کی صحبتوں میں رہے تھے اور جن کی تصانیف کے دیباچے عبداللہ العمادی اور ابو الکلام آزاد نے لکھے تھے۔ اولاد کی تربیت کے معاملہ میں خان موصوف نہایت سخت اور محتاط تھے۔ اُدھر والدہ ماجدہ نہایت مؤمن اور معاملہ فہم خاتون تھیں۔ اور انہی کی متفقہ تربیت کا اثر تھا کہ علامہ محترم نے چھوٹی عمر ہی میں میدانِ شہرت سَر کرلیا۔

ابتدائی تعلیم کامیابی سے ختم کرلینے کے بعد آپ نے امرتسر سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان نہایت امتیاز کے ساتھ پاس کر کے وظیفہ حاصل کیا۔ اور آئندہ سلسلہ تعلیم جاری رکھنے کے لئے آپ لاہور تشریف لے آئے۔ اِس وقت ان کی عمر سترہ برس اور کچھ مہینے تھی۔ بسنہ ۱۹۰۶ء میں آپ نے فارمن کالج لاہور سے نہایت کامیابی کے ساتھ بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور پھر وظیفہ حاصل کیا۔ اُس وقت آپ کی قابلیت کا یہ حال تھا کہ آپ کے پروفیسر ایس این داس گپتا کہا کرتے تھے کہ "میں نے پنجاب میں کوئی طالب علم ریاضی میں ان سے زیادہ ہوشیار نہیں دیکھا"۔

Image Credit:
Author Nasim
Yousaf

اٹھارہ برس کی عمر میں ایم اے کی ڈگری

ابھی آپ کی عمر اُنیس سال بھی نہ ہونے پائی تھی کہ آپ نے صرف آٹھ ماہ کی مدت میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری ریاضی کے مضمون میں حاصل کرلی۔ اِس امتحان میں آپ نہ صرف تمام صوبہ میں اوّل رہے بلکہ یونیورسٹی کی تمام پچھلی تاریخ میں پہلی دفعہ فسٹ کلاس یعنی (درجہ اوّل) لیا اور نمبروں میں ریکارڈ نمبر حاصل کئے۔ شہر میمون نے اس کامیابی پر لکھ کر کیا کوئی شخص اب بھی کہے گا کہ مسلمان حساب نہیں جانتے"۔

اِس قابلِ رشک کامیابی نے آپ کی غیر معمولی ذہانت کی دھاک ہر چہار طرف بٹھادی۔ اہلِ علم طبقہ نے آپ کے اعزاز میں دعوتیں دیں۔ سرکاری افسروں نے آپ کو ملاقات کے لئے بلایا۔ صوبہ کے لاٹ صاحب نے چائے پر مدعو کیا۔ اخبارات نے آپ کے متعلق شاندار نوٹ لکھے۔ اور آپ کی کامیابی کو ہندوستانیوں کے لئے باعثِ صد افتخار قرار دیا۔

ان دنوں اعلیٰ تعلیم یافتہ خال خال تھے۔ چنانچہ جونہی امتحانات کے نتائج شائع ہوئے آپ کی عدیم المثال کامیابی کی خبر آپ کے لئے اعلیٰ سرکاری اور غیر سرکاری عہدے کی پیشکش لے آئی۔ لیکن کسبِ علم خواہش مانع ہوئی۔ طبیعت کی تشنگی کم نہ ہوئی تھی۔ بلکہ ایم اے کے امتحان میں عظیم الشان کامیابی نے سمندِ شوق پر ایک اور تازیانہ لگایا۔ چنانچہ آپ نے ان تمام پیشکشوں کو شکریہ کیساتھ رد کر دیا۔ "اُطلبُ العِلمِ فریضۃ" اور "وَلَو کانَ فِی الصِّین" کے ارشاداتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے آپ کے والدِ محترم نے سرکاری وظیفے کا انتظار نہ کرتے ہوئے اپنے خرچ پر اُن کو انگلستان روانہ کر دیا۔

انگلستان میں حیرت انگیز اعزازات

ہندوستان میں آپ کی تعلیمی زندگی کی داستان بذاتِ خود کامیابی کی داستان تھی۔ انگلستان نے ان شاندار روایات کو اور جلا دی بالآخر علم کے اس بین الملی مرکز میں آپ نے ہندوستانی قابلیت کا لوہا بڑے بڑے عالموں سے منوایا۔ سنہ ۱۹۰۷ء سے لیکر ۱۹۱۲ء تک انگلستان کے اخبارات آپ کی خداداد قابلیت کے اعتراف سے پُر رہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں آپ کیمبرج یونیورسٹی کے کرائسٹ کالج میں داخل ہوئے۔ پہلے سال ہی آپ کی قابلیت نے اپنا سکہ جما لیا۔ وہ اسطرح کہ ریاضی کے ایک مقابلے کے امتحان میں جسمیں سترہ کالج شامل تھے۔ آپ اوّل رہے۔ ستر پونڈ کا وظیفہ حاصل کیا۔ اور "فاؤنڈیشن سکالر" کا لقب ملا۔ اب تمام اساتذہ کی نظریں اس "ہونہار ہندوستانی" کیطرف لگ گئیں۔

۱۹۰۹ء میں آپنے ریاضی کے "ٹرائی پوس آنرز" کا امتحان جو دنیا میں علمِ حساب کا سب سے بڑا امتحان تسلیم کیا گیا ہے تین سال کی بجائے دو سال میں نہ صرف پاس کیا بلکہ درجہ اوّل میں رہے اور "رینگلر" یعنی پہلوان کا خطاب حاصل کیا۔ تمام ہندوستان میں اسوقت ماضی اور حال کے تمام رینگلروں کی تعداد شاید ایک درجن سے زیادہ

نہیں اور ان میں سے مسلمان زیادہ سے زیادہ تین یا چار ہیں۔ اس کامیابی پر یونیورسٹی کی طرف سے علامہ صاحب موصوف کو ایک اور وظیفہ پچھلے سے زیادہ مقدار کا دیا گیا اور "بیچلر سکالر" کہلائے۔ ان کامیابیوں پر ہی اس بلند نظر انسان نے اکتفا نہ کی۔ بلکہ صرف دو سال کے بعد بیک وقت "ٹرائی پوس آنرز" کے دو اور امتحانات میں شریک ہو گئے۔ کسی ٹرائی پوس کے امتحان کی عام میعاد تین سال ہوتی ہے۔ چنانچہ دو برس کی قلیل مدت میں چھ سال کا کام کرکے درجہ اول کی کامیابی حاصل کرنا حیرت انگیز امر تھا۔ اس کارِ نمایاں پر "ڈیلی مرر" نے آپ کی کامیابی کی خبر ان الفاظ میں شائع کی۔

"امسال کیمبرج میں عنایت اللہ خان نے دو ٹرائی پوس میں بیک وقت کامیابی کا غیر معمولی امتیاز حاصل کیا ہے جو اس سے پیشتر کبھی حاصل نہ ہوا تھا۔"

اس طرح پر آپ نے بی اے اول یعنی السنہ مشرقیہ (عربی و فارسی) کا ٹرائی پوس درجہ اول میں پاس کر لیا جو آج تک کسی ہندوستانی سے نہ ہو سکا اور ساتھ ہی علم طبیعات میں بی ایس سی کی ڈگری آنرز کے ساتھ حاصل کی اور کالج سے اولیت کا انعام عطا ہوا۔

لنڈن کے اخبارات کی رائیں

۱۹۱۲ء میں آپ مکینکل سائنس ٹرائی پوس یعنی انجنیری کے سب سے بڑے امتحانوں میں شامل ہوئے اور صرف ایک سال میں بی۔ اے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔

الغرض پانچ سال کی مختصر مدت میں چار آنرز حاصل کر لینا کوئی آسان امر نہ تھا۔ انگلستان کے علمی حلقوں میں اس "بدعت" پر سنسنی پھیل گئی۔ اخبارات کے نمائندے آپ کے گرد منڈلانے شروع ہو گئے۔ تاکہ آپ کے حالات زندگی اور مضامین اپنے اخبارات کے لئے حاصل کر سکیں۔ ان پانچ سالوں میں ایک حیرت انگیز امتیاز جو اس سائنٹسٹ نے حاصل کیا یہ بھی تھا کہ انگلستان کے کئی مقتدر رسالوں مثلاً امپائر ریویو۔ ویسٹ منسٹر ریویو حتیٰ کہ دنیا کے سب سے بڑے اخبار لنڈن ٹائمز کے سیاسی نامہ نگار رہے اور دنیا کے بڑے بڑے انسان آپکو ان مضامین پر مبارکباد بھیجتے رہے آپکے ان اعزازات کو انگلستان کے اعلےٰ حلقے کس نظر سے دیکھتے رہے اسکا کچھ اندازہ حسب ذیل۔

اقتباسات سے ہو سکتا ہے۔ جو اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔

روزنامہ "سٹار" لنڈن آپ کی کامیابی کے متعلق لکھتا ہے "اس وقت تک یہ بات ناممکن خیال کی جاتی تھی کہ پانچ سال کی قلیل مدت میں کوئی شخص چار اعزاز حاصل کر سکے۔ لیکن یہ سہرا ہندوستان کے سر ہے کہ عنایت اللہ خان نے اس ناممکن کو ممکن کر دکھایا"۔

روزنامہ "ڈیلی کرانیکل"...... اپنی اشاعت میں رقمطراز ہے: "مکینکل سائنس "ٹرائی پوس" کا نتیجہ جو کیمبرج میں کل شائع ہوا عنایت اللہ خان کی کامیابی کو پیش نظر رکھ کر نہایت قابل لحاظ ہے۔ دنیا کی تمام اقوام میں عنایت اللہ خان پہلا شخص ہے جس نے چار مختلف اعزاز حاصل کئے۔

روزنامہ "ویسٹ منسٹر گزٹ" لکھتا ہے: "ہونہار ہندوستانی سکالر عنایت اللہ خان نے آج ایک اور اعزاز حاصل کر لیا ہے۔ بلاشبہ وہ ان چوٹی کے ہندوستانیوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے کیمبرج یونیورسٹی میں شہرت دوام حاصل کی"۔

"کیمبرج ڈیلی نیوز" جامع کیمبرج کے نتائج شائع کرتا ہوا لکھتا ہے!

"آج صبح کامیاب طلبا کی ایک فہرست جو شائع ہوئی ہے، اس میں عنایت اللہ خان آف کرائسٹ کالج کا شاندار کارنامہ خاص دلچسپی کا مرکز ہے۔ عنایت اللہ خان ان تمام ہندوستانیوں سے جنہوں نے کیمبرج میں تعلیم حاصل کی بازی لے گیا ہے اور اقوام عالم کے افراد میں سے پہلا شخص ہے جس نے چار مختلف علوم میں انتہائی اعزاز حاصل کئے۔" روزنامہ "ڈیلی ٹیلیگراف" اور روزنامہ "لنڈن ٹائمز" نے بھی شاندار رائیں لکھیں۔ جن سے اعتراف حقیقت ہوتا تھا۔

Image Credit:
Author Nasim
Yousaf

انگلستان سے واپسی پر اعزازات

۱۹۱۲ء کے آخر میں ایک بڑی ریاست کے مہاراجہ نے آپ کو خاص طور پر مدعو کر کے خواہش ظاہر کی کہ آپ ریاست کی وزارت کو ایک ہزار روپیہ ماہوار

کی ابتدائی تنخواہ پر قبول کریں، لیکن آپ نے شخصی ملازمت کرنے سے انکار کر دیا۔
اس واقعہ کے بعد تمام یورپ کی سیاحت کر کے آپ عازم وطن ہوئے۔ سوار ہونے
سے پہلے آپ کو ۷۰۰ روپیہ ماہوار کا ایک اور عہدہ پیش کیا گیا اور بمبئی پہنچنے کے چند
روز بعد سر جارج روس کیپل گورنر سرحد کی طرف سے اسلامیہ کالج پشاور کی وائس
پرنسپلی کی دعوت موصول ہوئی۔ خدمت اسلام کا بے پناہ جذبہ آپ کو سرحد لے پہنچا
جہاں ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۶ء تک وائس پرنسپل، اور بعد ازاں ۱۹۱۶ء سے ۱۹۱۷ء
تک پرنسپل کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس دوران میں جس بے جگری سے ساتھ
آپ نے اسلامیہ کے وقار کو بلند رکھا اور جن جان گسل مصائب کا مقابلہ کر کے "اسلام
کی اُمیدوں" کو سچائی اور صہبائے اسلام کا متوالا بنانے کی انتھک کوشش کی اس
کا حال کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جو حکومت سرحد کی تعلیمی پالیسی سے واقف ہیں۔

حکومتِ ہند کی نائب وزارت پر تقرری

۱۹۱۷ء میں گورنمنٹ آف انڈیا نے آپ کو اچانک ایک ہزار روپیہ ماہوار پر
شملہ میں سر جارج اینڈرسن کی جگہ پر بلا لیا۔ اور ۱۹۱۹ء تک آپ وہاں حکومت
ہند کے انڈر سیکرٹری کے عہدے پر رہے۔ یہ تین سال کی مدت آپ کے لئے
نہایت سبق آموز بلکہ عبرت انگیز ثابت ہوئی۔ حکومت وقت کی مشین کی بے پناہ
حرکت، "ملت فروش" "قوم پرستوں" کی ریشہ دوانیاں، حکومت کے منظورِ نظر ٹوڈیوں
کی قوم فروشیاں، ظلمت اور سیاہ کاری، نور اور سچائی کا فقدان ایسی چیزیں نہ
تھی جو اس حساس شخصیت کو متاثر کئے بغیر رکھ سکیں۔ قوم کی ذلت کی داستان
پر دل پہلے ہی خون رہتا تھا۔ ان واقعات نے صبر کا پیالہ لبریز کر دیا۔ آپ نے
اس عرصہ میں ہر قومی اور سیاسی تحریک کی تہ تک پہنچنے کی عادت ڈالی۔ آپ کی نگاہیں
ظاہر کے خوش نظر پردوں کو چاک کر کے حالات کی حقیقت تک پہنچنے میں مشغول
تھیں۔ دماغ ہر فرصت کے لمحہ میں غور و فکر کے سمندر میں غوطہ زن تھا۔

آنکھیں گردو نواح کی تلخ حقیقتوں کا جائزہ لے رہی تھیں اور دل مصائب کے حوصلہ شکن سفر پر رہنمائی کرنے لگا تھا۔ اب نائب وزارت یعنی عہدۂ سیکرٹری کی میعاد ختم ہونے والی تھی اور سر ہارکورٹ بٹلر ڈمیکلیگن نے جو بعد کو پنجاب کا گورنر ہوا علامہ موصوف کے اس سہ سالہ کام کے متعلق وزیرِ ہند کو لکھا کہ "عنایت اللہ خان نے حکومتِ ہند میں انتہائی درجہ کی ذہانت ظاہر کی ہے اور عہدۂ وزارت کے کام کو ہماری کامل تسلی کے ساتھ کیا ہے۔" چنانچہ ۱۹۲۰ء میں آپ کو ایک ہزار روپیہ ماہوار پر انڈین ایجوکیشنل سروس آئی ای ایس کا مستقل عہدہ دے کر پشاور بھیج دیا گیا۔ یہ وہ تنخواہ تھی جو اس سروس کے ابتدا سے آج تک کسی ہندوستانی کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ اس اثنا میں وہ مختلف عہدوں یعنی پرنسپل ٹریننگ کالج پشاور، پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول، انسپکٹر آف ہائی سکولز، رجسٹرار وغیرہ پر کام کرتے رہے۔ اور اسی دوران میں آپ نے صوبہ سرحد کے سرکاری مدارس میں قرآنی تعلیم کے اجرا کی تجویز کو حکومت کی شدید کراہت اور مخالفت کے باوجود جاری کیا اور بالآخر اس کو مجبور کر دیا کہ وہ یہ تجویز صوبہ کے تمام ہائی سکولوں میں جاری کر دے۔

Image Credit: Author Nasim Yousaf

بتیس (۳۲) برس کی عمر میں سر کا خطاب اور انکار

لیکن ۱۹۲۰ء میں جب سر ہملٹن گرانٹ صوبہ سرحد کے گورنر تھے اور کابل کی طرف مسلمانوں کی "ہجرت" زوروں پر تھی۔ ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا جو علامہ محترم کی بے نظیر اسلامی ہمدردی، بلندیٔ اخلاق اور انتہائی اعلیٰ تربیت کی روشن ترین مثال ہے۔ "ہجرت" کے ایام میں انگریز نہایت خوفزدہ تھے اور اس کے تھم جانے کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ حکومت نے اس مایۂ ناز فرزندِ ہند کو جو ایک سال سے پہلے گرانٹ صاحب کے ساتھ حکومتِ ہند میں کام کر چکے تھے "پولیٹیکل سیکرٹری" کا عہدہ پیش کر کے کہا کہ اس وقت حکومت کی خدمت کا نادر موقعہ ہے اور تم سے زیادہ قابل شخص موجود نہیں

نائٹ ہڈ یعنی سر کا خطاب، سرِدست پندرہ سو روپیہ تنخواہ اور آئندہ چار ہزار روپیہ ماہوار پر کابل کی سفارت تمھارے سامنے ہے۔ علامہ موصوف اگرچہ ہجرت کے انجام سے نہایت پریشان تھے اور لوگوں کو کہتے جاتے تھے کہ "یہ بیل منڈھے نہ چڑھے گی۔ کیونکہ نامنتظم ہے"۔ لیکن اسلامی عزت نے تقاضا نہ کیا کہ ایک نقطہ سر یا دنیا کی متاعِ قلیل کی خاطر مسلمانوں کو جو خدا کی راہ میں اپنا گھر بار لٹا چکے تھے جانے سے روکیں۔ چار دن کی مہلت کے بعد حکومت کو لکھ بھیجا کہ مجھے یہ اعزازات منظور نہیں اور ساتھ ہی لکھا کہ اگر مجبوراً مجھے اس عہدے کو قبول کرنا ہے تو میرا استعفا حاضر ہے! کیا ہندوستان کی سرزمین میں ایک شخص موجود ہے جو اس بے مثال ایثار کے ہزارویں حصے کا دعوےٰ کر سکے؟

اس انکار کے بعد حکومت کی نظریں عنایت اللہ خان کی طرف سے بدل گئیں۔ جو جو در پردہ انتقام اُن سے لیے گئے۔ جس طرح آپ کی ادنےٰ ادنےٰ بات میں حق تلفی کی گئی، اور دو ہزار روپیہ کی تنخواہ پر ان کو ہیڈ ماسٹری کے ادنےٰ عہدے پر لا کر رکھ دیا گیا، حکومت کے کارندوں کی انتہائی خست اور کمینہ پن کی روشن دلیل ہے۔ علامہ محترم اس انکار کے بعد ۱۹۲۰ء سے ہی ایک عظیم الشان مستقل قومی کام کی طرف لگ گئے۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

Image Credit: Author
Nasim Yousaf

"تذکرہ" کی تصنیف

دراصل ۱۹۱۲ء سے ہی ملازمت کی مصروفیتیں آپ کو اصلاحِ قوم کے بلند مقصد سے ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہ کر سکیں یہ عرصہ آپ کے لیے انتہائی ذہنی مشقت کا زمانہ تھا۔ حالات کی پریشانیوں اور خیالات کی طوائف الملوکی نے قوم کے صراطِ مستقیم سے بے راہ ہونے کی ہزاروں نئی روشیں اور پگ ڈنڈیاں وضع کر ڈالی تھیں۔ تفریق و اشتات نے سیدھی راہ پنہاں کر رکھی تھی۔ ان حالات

میں ٹھنڈے دل سے غور کرکے اور ہنگامہ خیز تحریکوں کی ترغیب سے دامن بچاتے ہوئے صحیح نتائج مرتب کرنا آسان امر نہ تھا۔ لیکن آخر خدا کی دی ہوئی غیر معمولی قابلیت نے راہ ڈھونڈھ لی اور چار سال کی جان توڑ کوشش کے بعد ۱۹۲۴ء میں آپ نے ہجرت، خلافت اور کانگرس کی ناکام تحریکوں کا انجام دیکھ کر شہرۂ آفاق کتاب "تذکرہ" کے ذریعہ سے دنیائے اسلام کو موت و حیات کا آخری پیام دیدیا۔ قرآنِ کریم سے بے عملی اور غلط فہمی کے ان صدہا غلافوں کو جو ماضی اور حال تک بے عمل مسلمان صدیوں سے الفاظ کے خوشنما اور سحر آگین تانے بانے سے تیار کرکے بکمال احتیاط اس ربانی پیام عمل پر چڑھا رہا تھا، بیک جنبش قلم اتار پھینکا اور دنیا کے سامنے کارساز عالم کا آخری پیغامِ حقیقی اپنی اصلی نورانیت میں پیش کرکے بتادیا کہ اگر جہانِ سعی و عمل میں پیش پیش رہنا چاہتے ہو۔ اگر عزت سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہو، اگر مسلمان رہنا چاہتے ہو، تو اس نظامِ بے مثال کی طرف رجوع کرو جو بارگاہِ رب العزت نے نبی اُمی کے ذریعے سے تمہیں عطا کیا تھا۔

Image Credit: Author Nasim Yousaf

تذکرہ کی عالمگیر شہرت

اِس تصنیف نے دنیائے اسلام میں فی الحقیقت ایک تہلکہ مچادیا۔ مصنف کی بے پناہ سحر کلامی، بے مثال صاف بیانی اور کتاب کے واضح اور مدلل بیان نے عالموں کی آنکھیں کھول دیں۔ پچیس ہزار خطوط ملک کے ہر طبقے سے اعتراف اور تسلیم کے ہر طرف سے پہنچے، عوام نے کہا آنکھوں میں اُجالا ہوگیا۔ خواص نے کہا زندگی پیدا کردی ہے۔ گدی نشین پیروں اور اماموں نے پیشوا در جا جا کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھے۔ لیڈروں نے اپنی تقریروں کا رنگ بدل دیا۔ جس نے پڑھا قرآن کے آگے سر جھکا دیا۔ ایک مشہور مسلمان پروفیسر نے لکھا۔ "میں قرآن کو ناقابلِ توجہ اور بیکن کی کتاب "نووم آرگینم" کو دنیا کی سب سے بڑی کتاب مانتا تھا۔ اب قرآن کو سب سے بڑی آسمانی کتاب اور تذکرہ کو سب سے بڑی زمینی کتاب مانتا ہوں۔" ایک مشہور ادیب نے علامہ کے ہاتھ چومے۔ تذکرہ کی جلدیں چشم زدن

میں مصر، عراق، عرب، ترکی، ایران، مراکش غرضیکہ تمام دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں جا پہنچیں حضرت امام شیخ سنوسی سابق امیر طرابلس نے باقی جلدوں کی تکمیل کا مطالبہ نہایت مضبوطی سے کیا اور کہا کہ تمہارا فرض ہے کہ "قرآن کو جیسا کہ تم سمجھے ہو ہر مسلمان تک پہنچا دو۔"

مصنف کی دقیق نظری اور مسلم قابلیت کی داد صرف عالم اسلام ہی نے نہ دی بلکہ علمائے یورپ نے بھی کتاب کا کھلے ہاتھوں استقبال کیا اور اسی سال یعنی ۱۹۲۴ء میں رائل سوسائٹی کی طرف سے آپ کو فیلو شپ پیش کی گئی۔ رائل سوسائٹی آف آرٹس کے مشہور جرنل نے اس کتاب کو "مانومنٹل ورک" (یادگار عالم شاہکار) کہا۔

امریکہ کے پریذیڈنٹ ٹاری نے ییل یونیورسٹی میں کئی ماہ تک تذکرہ پر لیکچر دیئے اور ۱۹۲۵ء میں اس عظیم الشان تصنیف کو سر آفتاب احمد خان نے بمعیت پروفیسر ماسینون آف فرانس اور مشہور جغرافیہ دان ڈاکٹر سون ہڈن نوبل پرائز کے لئے پیش کیا۔ نوبل پرائز کمیٹی نے فوراً علامہ موصوف کو لکھا کہ "تذکرہ کا یورپی زبان میں ترجمہ ہونا ضروری ہے کیونکہ اردو تسلیم شدہ زبان نہیں۔ تذکرہ کے مطالب کو سمجھنے کے لئے جن کی بے حد تعریف کی گئی نوبل پرائز کمیٹی بے حد مضطرب ہے۔" علامہ موصوف نے جواب دیا کہ اگر وہ زبان جس کو دنیا کے کروڑ انسان بولتے ہیں۔ آپ کی کمیٹی کی تسلیم شدہ زبان نہیں ہے۔ تو میں اس کتاب کو کسی یورپی زبان میں ترجمہ کرنا گوارا نہیں کرتا۔" پروفیسر نکلسن آف کیمبرج نے تذکرہ کے عربی افتتاحیہ نے انگریزی ترجمہ کا ایک نمونہ لکھ کر بھیجا۔ لیکن علامہ موصوف نے لکھا کہ "میرا یہ مطلب نہ تھا جو آپ کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔"

Image Credit:
Author Nasim
Yousaf

مصر کی موتمر میں دعوت

الغرض تذکرہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا۔ کہ جب ۱۹۲۶ء میں بمقام قاہرہ (مصر) موتمر خلافت کا انعقاد ہوا۔ تو شیخ الاسلام نے صاحب تذکرہ کو دنیائے اسلام کے اہم ترین مسائل کے متعلق رائے دینے کے لئے دعوت دی۔ اس نام نہاد "موتمر اسلامی کا در پردہ جو مطلب تھا رسوائے عالم ہو چکا ہے اور اخبار بین حضرات

واقف ہیں کہ کوئی معشوق تھا اس پردۂ رنگاری میں "المحاصل مصر میں اس موقعہ پر جو باطل شکن اور معرکتہ آلارا تقریر آپ نے کی وُہ تقریر مصر کے نام سے مصر اور ہندوستان میں کئی بار شائع ہو چکی ہے اور اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ مقرر سچائی کے مقابل ہر دنیاوی ترغیب اور دباؤ سے بے نیاز ہو چکا تھا۔

دُوسرے اعزازات

تذکرہ کی اشاعت نے علامہ مشرقی کو بین الاقوامی شہرت کا مالک بنا دیا تھا۔ لیکن ابھی اور اعزازات چشم براہ تھے۔

۱۹۲۶ء میں فرانس کی ایشیاٹک سوسائٹی نے آپ کو اپنا فیلو منتخب کر لیا۔ اور اُسی سال جیوگرافیکل سوسائٹی پیرس کی طرف سے بھی آپ کو "فیلوشپ" پیش کر دی گئی۔

۱۹۳۱ء میں آپ کو بین الاقوامی مجلس مستشرقین (انٹرنیشنل کانگریس آف اورینٹلسٹس) کا ممبر بنا کر دعوت دی گئی کہ تذکرہ کے متعلق عام اجلاس میں تقریر کریں۔ یہ وُہ بین الاقوامی مجلس ہے جس کے ممبر تمام دنیا میں سے بیک وقت ایک سو سے زیادہ منتخب نہیں ہو سکتے۔

Image Credit:
Author Nasim
Yousaf

اشارات کی تصنیف

۱۹۲۴ء سے لے کر ۱۹۳۱ء تک کے سات سال کا عرصہ مُصنّف نے یونہی رائگاں نہ جانے دیا۔ ۱۹۲۴ء میں جو پیغام دُنیائے اسلام کو تذکرہ کی صورت میں دے دیا گیا تھا اس کے اثر کا جائزہ لینے کے لئے نگاہِ دوربیں ایک منٹ کے لئے بھی غافل نہ ہوئی تھی۔ سات سال کے عرصہ میں جب اسلام کا یہ مائیہ ناز فرزند اپنے پیغام کی اشاعت سے مطمئن ہو گیا تو ۱۹۳۱ء میں "اشارات" کے نام سے قوم کی اصلاح کے لئے عملی پروگرام پیش کر دیا۔ اور ۱۹۳۲ء میں خود میدانِ عمل میں مجاہدانہ اُتر آیا۔ اور خاکسار تحریک کے نام سے موت کی نیند سونے والے بے عمل مسلمان کو للکار کر کہا کہ خبردار! اہل حرکت

ابدی نزدیک ہے۔ اگر چند رے اور یہی کیفیت رہی تو دنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیئے جاؤ گے۔ ابھی وقت ہے۔ یاد رکھو بعد میں پچھتاؤ گے۔!

خاکساری کی تحریک

اور اب ۱۹۳۱ء سے لے کر آج تک یہ اللہ کا بندہ اسی مہم میں مصروف ہے۔ دو ہزار روپیہ ماہوار کی ملازمت پر لات مار کر خاکساری کا اوّل خود نمونہ بنا ہے۔ لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ بازاروں میں، گلیوں میں، کوچوں میں پھرتا ہے۔ ذلیل اور رُسوا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ہنستے ہیں۔ کچھ دیوانہ اور مجنون کہتے ہیں۔ رشتہ دار اور وُہ متعلقین جو ساری عمر اس کی کمائی پر پلتے رہے، سانپ اور بچھو بن کر ڈس رہے ہیں۔ جاہ وجلال کو چھوڑ دیا ہے۔ اسباب اور گھر کو چھوڑ دیا ہے۔ موٹر اور سواری کو چھوڑ دیا ہے۔ لباس اور عزت کو چھوڑ دیا ہے۔ نیند اور آرام کو چھوڑ دیا ہے۔ ہزاروں ہیں جو اس کی آواز کو سُن رہے ہیں۔ ہزاروں ہیں جو اس کے حال کو دیکھ کر خون رو رہے ہیں۔ لیکن آ اے ہلاکت کی طرف جانے والے مسلمان آ! اور اس عظیم الشان شخص کی غارِ حرا سے نکلی ہُوئی آواز کو پھر سُن! یہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ اُسی رسُولِ کریم کی آواز ہے جس نے دُنیا میں تجھے سربلند کر دیا تھا۔ جس کا ایک دھکا تیرہ سو برس تک تجھے بادشاہ کر گیا تھا۔ تجھے دُنیا میں غالب اور اعلون کر گیا تھا۔ تجھ کو دُنیوی اور اخروی فلاح دے گیا تھا۔ اب جب کہ نہ تیرے پاس دنیا رہی ہے نہ دین۔ آ اور علامہ مشرقی کی آواز سُن کہ کیا کہتا ہے!!

Image Credit: Author Nasim Yousaf

علامہ مشرقی کا پیغام

اے مسلمان آ اُس کی آواز سُن۔ اُس کے آسان اور بے ضرر حکم پر کان دھر۔ وُہ تجھ سے اگر کچھ مانگتا ہے۔ تو یہ مانگتا ہے کہ تو شام کے وقت نمازِ مغرب کے بعد جب کہ تو فارغ ہے اپنے محلّے کے زیادہ نہیں تو دس آدمیوں کو جمع کر،

اُن کا سردار اور پیشوا بن ۔ اُن کو ایک قطار میں پھر کھڑا کر ۔ اُن کو نبی والا بیلچہ پکڑا کہ اُونچ نیچ برابر ہو جائے ۔ بڑے کی بڑائی نہ رہے ۔ چھوٹے کا حوصلہ بڑھے ۔ اُن کو زور سے ہشیار کہہ کہ ہشیار ہو جائیں ۔ ان کو "تیز خرام" کہہ کر سب کے سب ایک انداز سے چلنے لگیں ، ان کو "جیش باش" کہہ کہ ایک آواز سے کھڑے ہو جائیں ۔ پھر کیا ہوگا ! تجھ میں امیری اور سرداری کی شان پیدا ہو جائے گی اور تیری فوج میں اطاعت اور فرمانبرداری کی شان ۔ یہی نماز اور امام کی اصل شان تھی ۔ جو مٹ چکی ہے ۔ آ اِس نماز اور ا ت کو پھر قائم کر ! حدیث شریف میں ہے مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَجِدْ إِمَامَهُ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةَ الْجَاهِلِيَّةِ یعنی جو مر گیا اور اُس نے اپنے امام کو نہیں پہچانا ۔ وُہ جاہلیت کی موت مرا ۔

ے مسلمان ! دیکھ اور غور سے سُن ۔ جب تو نے ایک ایک محلّے میں کم ازکم دس آدمیوں کو اپنے حکم کا مطیع کر لیا ۔ اور ان کو اپنے حکم کے سُننے کے قابل بنا لیا اور سب محلے کے سردار ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ۔ تو تیری آواز ہوگی ، تیری طاقت ہوگی ، تیری جماعت ہوگی ، تیری بادشاہت ہوگی ، تیرا غلبہ ہوگا ۔ تو توپ سے اُڑ جانے کے قابل ہوگا ، تو آسمان کو ٹکر مار کر توڑ دے گا ۔ تو اگر اِس وقت کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور سب سے پیٹا ہو رہا ہے تو اِس لئے کہ تو ریت کے ذرّوں کی طرح ایک دوسرے سے جُدا ہے ۔ پتھر اور سنگِ خارا بن تاکہ سب کو پاش پاش کر دے ۔ ہنگامی تحریکوں اور شیطانی جذبوں سے جو تو چند لمحوں کے لئے جمع ہو جاتا ہے کچھ نہیں بن سکتا ۔ آ ہمیشہ کی رُوحانی تحریک میں شامل ہو حدیث شریف میں ہے ۔ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ۔

یعنی اے مسلمان ! تجھ پر لازم ہے کہ جماعت قائم کرے اور لوگوں میں سُننے اور قبول کرنے کی قابلیت پیدا کرے ۔

اے مسلمان ! دیکھ اور سُن ۔ جب تیری جماعت پیدا ہو گئی " دس آدمی سُننے اور قبول کرنے والے پیدا ہو گئے ، دس آدمی ایک قطار میں کھڑے ہو گئے ،

دس آدمی ہشیار اور چُست ہو گئے، دس آدمیوں نے روزانہ سینے باہر نکال کر تیری سرداری میں چلنا قبول کیا، تو آسمان اور زمین کے دشمن تجھ سے خوف کھائیں گے

اے مسلمان! اس جماعت بندی اور بیلچے سپاہیانہ قواعد کے بعد تو خدمتِ خلق کر! ہندو اور مسلمان کی، سکھ اور انگریز کی، انسان اور حیوان کی بے مُزد خدمت کر کہ تجھ میں روحانیت اور للّہیت پیدا ہو، تو خدا سے پھر ملے، یاد رکھ جب تک خدا سے نہیں ملے گا۔ خدا تیری " مدد نہ کرے گا۔

اے مسلمان! اس خدمت کے بعد خدا کی نماز پڑھ۔ اِن دس آدمیوں کی جماعت کو بیلچوں سمیت مسجد میں لے جا، نمازیوں کے ساتھ تو بھی نمازی بن جا، اُس کے فرضی امام کو دعوت دے۔ کہ بیلچہ بردار بن جا۔ نمازیوں کو دعوت دے کہ ایک قطار میں پھر کھڑے ہو جائیں۔ وُہ مسجد میں جا کر بھی اپنی اپنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ خدا کی نماز ہرگز نہیں پڑھتے۔

خاکساری کی تحریک مختصر الفاظ میں یہ ہے۔ کیا کوئی شخص اِس تحریک کی حقیقت کو سمجھ کر اس سے باہر رہ سکتا ہے؟

۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء محمد سرفراز خان بی اے، ایم ایس سی، ایل ایل بی

اتحاد پریس [illegible] روڈ لاہور میں باہتمام شان احمد خاں پرنٹر پبلشر چھپا